تاریخ کیا ہے؟

تاریخ دراصل چند واقعات کی صحیح تعبیر و بیان کا نام ہے، جو مشاہدہ یا دیگر محسوسات کی کسی صورت میں وقوع پذیر ہو چکے ہوں۔ مثلاً ہم یہ سمجھنا چاہیں کہ آئرلینڈ میں انگریزوں کے مظالم واقعی ہیں یا محض مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے تو اس کے لئے واقعات کا مشاہدہ یا مستند اور عینی شہادتوں کا حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ صرف قیاس سے کوئی رائے قائم کر لینا صحیح نہ ہوگا۔

ہاں اس کے فرائض کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ مؤرخ دیانت، عمل، تصحیح روایت، وسعتِ نظر، سلامتیٔ طبع اور اصابتِ رائے سے بے بہرہ نہ ہو۔ واقعات میں قیاس درائے کو دخل نہ دے، اور جب کسی واقعہ کے متعلق روایات حاصل کرے تو ان میں اصل واقعہ اور رائے کی آمیزش کو الگ الگ رکھ کر غور کرے۔ کسی واقعہ کو توڑ مروڑ کر مسخ شدہ شکل میں پیش کرنا اس کی اصلی وضع و ترتیب کو اُلٹ پلٹ کر دینا، صحیح و ضعیف ہر قسم کی روایت پر اعتبار کر لینا، واقعات کے تمام پہلوؤں پہ غور نہ کرنا، مبالغہ آمیزی سے کام لے کر کسی ناپسندیدہ امر کو پست اور پسندیدہ کو بلند کر دکھانا ایک مؤرخ نما عیار کی مخفی خواہشات کی صحیح ترجمانی تو کر سکتا ہے لیکن تاریخی ذمہ داریوں سے اسی قدر دُور ہے جس قدر کہ تاریکی روشنی سے اور باطل حق سے۔

تاریخ خواہ وہ یورپ میں لکھی گئی ہو یا ایشیاء میں، انگلستان کے ٹکسال سے نکلی ہو یا ہندوستان کے مطابع سے، اس وقت تک اعتماد و وثوق کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ مذکورہ بالا خصوصیات پر مشتمل نہ ہو۔ واقعات کی فرضی و بناوٹی تصویریں جن کا کوئی رُخ بھی مصور کی خود غرض دست درازیوں سے بچ نہ سکا ہو، علم التاریخ کے دامن پر ایک سیاہ داغ سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔ یورپ کا موجودہ فنِ تاریخ اگرچہ کسی معقول اصول کا رہینِ منت نہیں اور نہ ہی اس میں اصابتِ رائے کی پابندی لازمی سمجھی گئی ہے۔ وہ قاعدہ و ضابطہ کی قیود سے اسی قدر آزاد ہے جس قدر کہ خود کوئی قاعدہ اور ضابطہ ہو سکتا ہے۔ تحقیق و تنقید کا اسی حد تک دلدادہ ہے جس حد تک کہ آگ پانی کی، تاریکی روشنی کی۔ لیکن اس کی مشینری ایسے پرزوں سے بنی ہے کہ جن کی چال ڈھال، وضع و ہیئت اگرچہ بہت سی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے۔ مگر یہ دلکش منظر کچھ عرصہ کے بعد ایک سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

پشاور: فروری ۱۹۴۷ء